اسد محمد خاں

وداع کی نظمیں

(اطہر نفیس اور رئیس فروغ اور ثروت حسین اور ذی شان اور سید محسن علی اور کتنے ہی دوستوں کے لیے)

دوست

تم کمال کے آدمی ہو!
میری سن بیاسی کی دریافت تم ہو۔

میں اپنے خدا کے پاس لے جانے کے لیے
سروں کا ایک ہار تیار کر رہا ہوں؛
سن بیاسی کی لڑی میں، میں نے تمھارا سر بھی ٹانک لیا ہے۔

حساب کے دن، جب تخت کے روبہ رو پہنچوں گا
تو یہ ہار دکھاؤں گا، اور کہوں گا:
دیکھئے! یہ سب حساب رکھا ہے میں نے؛
وہ جگہ بری نہیں تھی.... بہت سے لوگ اچھے بھی تھے!

موت ہمارے درمیان کب نہیں تھی

موت ہمارے درمیان کب نہیں تھی
مگر یاد پڑتا ہے، کہ ایک حیات آفریں آواز والا
بلند قامت آدمی
ہمیں اپنی اوٹ میں لیے کھڑا تھا...
تو وہ موت کی بدصورتی اور دہشت ناکی سے ہمارا تعارف نہیں ہونے دیتا تھا

اب جو وہ ہٹ گیا ہے تو دیکھ لو،
جیسا جس کو دکھائی دیتا ہے
دیکھ لو۔

میرے شہد کے برتن

ہر بار جو میں دم لینے کو ٹھہرتا ہوں
میرے سر سے بادل کھینچ لیے جاتے ہیں،
مجھے پھر سے دھوپ میں ہنکا دیا جاتا ہے۔

میں نے عافیت کے دنوں کی تلاش میں
شہد کی مکھی کی طرح کام کیا ہے
اور قطرہ قطرہ شہد اکٹھا کیا ہے
اب
ایک ایک کر کے میرے شہد کے برتن ٹوٹتے جاتے ہیں۔

لوگ مرنے لگتے ہیں

یہ بڑھتی ہوئی عمر کی عطا ہے کہ چیزیں اور لوگ سمجھ میں آنے لگتے ہیں
زندگی کہیں کہیں سے واضح ہونے لگتی ہے۔

یہ بڑھتی ہوئی عمر کی سزا ہے کہ دیکھتے دیکھتے چیزیں بکھرنے لگتی ہیں
اور لوگ مرنے لگتے ہیں...
زندگی پھر سے غیر واضح ہو جاتی ہے
میں یہ کہنا چاہتا ہوں
یا تو میرے لیے چیزیں اور لوگ اتنے من موہنے نہ بنائے ہوتے
یا مجھے تھوڑا سا خود کفیل بنایا ہوتا
یا جب تک میں ہوں
میرے خزانے کو چھیڑا ہی نہ جاتا۔

کسی ایسے ہی موسم میں

میں نے ایک ترل چشمے میں ہاتھ بھگوئے تھے
ایک دھنک کو اجلے رنگوں سے اپنی قوس کھینچتے دیکھا تھا

ابھی ابھی ایک پرندہ کھڑکی کے برابر سے کچھ کہتا ہوا گزر رہا ہے
کئی برس ہوئے ایک چمکیلی آنکھوں والا ہرن بالکل میرے پاس سے گزر رہا تھا
کہ میری بیٹیوں نے اسے دیکھ کر تالی بجادی
بادل کے جس ٹکڑے میں دراڑ پڑ گئی تھی،

ہفتے بھر کے چاند نے اس میں چھوٹا سا پیوند لگا دیا ہے
کسی ایسے ہی موسم میں ثروت نے ایک ساتھ تین نظمیں لکھی تھیں
سنا ہے میرا مجموعہ کمپوزنگ کے مرحلے میں ہے...
رئیس فروغ!

بھائی!
یہ سب باتیں اس لیے بتا رہا ہوں
کہ یہ سب باتیں تم سے کہنا چاہتا تھا
مگر اس دن جب تمھارے گھر پہنچا تھا، تو تم
جا چکے تھے۔

(۱۱ نومبر ۲۰۰۸)